ABSAAR Monthly Malegaon

Post L.No.MGN/208/2017-2019 RNI NO.MAHURD/2016/69826

حق و صداقت کا روشن اشاریہ

ماہنامہ ابصار مالیگاؤں

مدیر: حافظ جلال الدین القاسمی

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝

جلد نمبر:۲ شمارہ نمبر:۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ اکتوبر ۲۰۱۷ صفحات:۸ قیمت:۵ روپیہ

Vol No.2 Issue No.15 October 2017 Pages:8 Price:Rs.5.00

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوهُ فَقَالَ أَضَرَبْتَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ أَيْ خَبِيثُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ أَمْ حُوسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُولَى۔

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2309 حدیث مرفوع مکررات 15 متفق علیہ 6

موسیٰ بن اسماعیل، وہیب عمرو بن یحیی، یحیی، ابوسعید خدری (رض) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیٹھے ہوئے تھے ایک یہودی آیا اور کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے ایک ساتھی نے میرے منہ پر مارا، آپ نے پوچھا کس نے مارا؟ اس نے کہا ایک انصاری نے، آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ، پھر پوچھا کیا تو نے اس کو مارا؟ اس نے کہا میں نے اس کو بازار میں قسم کھاتے ہوئے اس طرح پر سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو بشر پر فضیلت دی، میں نے کہا اے خبیث! کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھی اور مجھے کو غصہ آ گیا اور میں نے اس کے چہرے پر مارا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا پیغمبروں کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو، اس لئے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے، سب سے پہلے زمین پھٹ کر میں باہر آؤں گا، اس وقت دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں ہوں گے، یا ان کی پہلی (کوہ طور کی) بیہوشی کافی ہوگی۔

بھیڑیا (ذئب) اور قرآن

حافظ جلال الدین القاسمی

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ (13)

(سورہ یوسف:12)

ترجمہ: (یعقوب نے) کہا تمہارے اس کو لے جانے سے میں (اس کی جدائی میں) ضرور غمگین ہوں گا اور مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس سے غافل ہو گے اور بھیڑیا اس کو کھا جائے گا۔

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ (14)(سورہ یوسف:12)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہمارے پورے جتھے کے موجود ہوتے ہوئے بھیڑیے نے اسے کھا لیا تو ہم بالکل ناکارہ ہوں گے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ (17)(سورہ یوسف:12)

ترجمہ: انہوں نے کہا اے ابا! ہم ایک دوسرے کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا پس اس کو بھیڑیے نے کھا لیا اور آپ ہماری بات ماننے والے نہیں ہیں خواہ ہم سچے ہوں۔

بھیڑیا ایک درندہ اور ایک بڑا ہی سنگ دل جانور ہے۔ یہ بڑا ذہین اور صابر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بہادر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے عرب طاقتور آدمی کو بھیڑئے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا غدّار ہوتا ہے کہ عربوں کے یہاں ایک ضَربُ المَثَل ہے «فُلان اَغدَرُ مِن ذِئبِ»۔ یہ ایک ماہر شکاری بھی ہوتا ہے۔ شکار اگر چھوٹا ہے تو تنہا شکار کرتا ہے اور اگر بڑا ہو تو جھنڈ کے ساتھ اس پر حملہ کرتا ہے۔ بھیڑئے کی ایک عجیب وغریب خصوصیت ہے کہ وہ بھوکا مر جائے گا مگر مُردار نہیں کھائے گا۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُسے سَدھایا نہیں جا سکتا ہے۔

ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ یہ جب بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کرتا ہے تو سب سے پہلے عُمدہ بکری کو تلاش کرتا ہے۔ نَر بھیڑئے کا وَزن تقریباً چالیس سے پچاس کلوگرام تک ہوتا ہے۔ مادَہ بھیڑئے کی مُدّتِ حَمَل ساٹھ دِن ہے۔ مادہ بھیڑیا تین سے نو بچے تک جنتی ہے۔ بھیڑیا ہر ماحول میں زندگی گُزار لیتا ہے۔ اس کی ایک مُنفَرِد خصوصیت یہ ہے کہ اگر کسی شکاری کے جال میں پھنس جائے تو یہ اپنی ٹانگیں خود چبا لیتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جَب وہ پَکڑ لیا جاتا ہے تو خواہ اُسے ڈنڈے سے ماریں یا تلوار سے ٹکڑے ٹُکڑے کر دیں یہ آواز نہیں نکالتا۔ یہ اتنا محنت کَش ہوتا ہے کہ پورا دِن بغیر آرام کئے دوڑ سکتا ہے۔ اُس کی دوڑ کی رفتار چالیس سے چوّالیس کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ عربی زَبان میں یوں کہہ سکتے ہیں « مُعَدَّلُ سُرعَتِهِ بين 40 و 44 كم ساعة»۔ بالغ بھیڑئے کی لمبائی چھ سے سات فِٹ تک ہوتی ہے جس میں دُم کی لمبائی بھی شامل ہے۔ بھیڑئے کا قدعموماً بیس سے اَڑتیس انچ تک ہوتا ہے۔ اس کے جسم پر گھنی پَشَم (روئیں دار کھال) ہوتی ہے جو جلد سے اوپر دو تہوں پر مُشتَمِل ہوتی ہے۔ اس کی قوتِ شامہ اتنی تیز ہوتی ہے کہ جب اسکا سامنا کسی انسان سے ہوتا ہے اور انسان اسے دیکھ کر ڈر جاتا ہے تو انسان کے بدَن سے ایک مادہ خارِج ہوتا ہے جس کا نام کورتیزون ہے بھیڑیا اُس بُو کو مَحسوس کر لیتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا کہ انسان اس سے ڈر گیا ہے۔ بھیڑئے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر اسے کھانے نہ ملے تو بادِ نَسیم ہی پر گُزارا کر لیتا ہے۔ اور اسی سے غذا حاصل کرتا رہتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ادا کرتے ہوئے اس کی ہیئَتِ مَخصُوصہ وہی ہوتی ہے جو کُتّے کی ہوتی ہے۔

اس ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب وہ بھاگنے کا قَصد کرتا ہے تو جَست لگاتا ہے۔ اور یہ جب کسی شِکار کو مار کر شَکَم سیر ہو جاتا ہے تو باقی ماندہ کے قریب بھی نہیں جاتا ہے۔ اس کی ایک عجیب وغریب صفت یہ ہے کہ وہ ایک آنکھ سے سوتا اور دوسری سے جاگتا ہے اور جب ایک آنکھ کی نیند پوری کر لیتا ہے تو دوسری کھول لیتا ہے۔ ایسا اِس وَجہ سے ہے کہ وہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے دُشمنوں سے حفاظَت کا کام لیتا ہے۔ اُس کی کھال کی عجیب وغریب خصوصِیَت ہے کہ اگر بکری کی کھال کے ساتھ اُس کی کھال رکھ دی جائے تو بکری کی کھال کے تمام بال جھَڑ جاتے ہیں۔ قُرآن حکیم میں اُس کا ذکر تین مرتبہ آیا ہے، سورہ یوسُف آیت نمبر 13، 14 اور 17 میں جیسا کہ اوپر مَرقوم ہے۔ یوسُفؑ کے واقعے میں بھیڑئے ہی کا ذِکر کیوں کیا گیا ہے اور کسی اور جانور کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

جواب قُرآن میں ہے۔

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (100)

(سورہ یوسف:12)

ترجمہ: اور حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اوپر تخت پر بٹھایا اور سب حضرت یوسف (علیہ السلام) کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے کہا، ابا جان! یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے رب نے اسے سچا ثابت کر دکھایا۔ اس نے مجھ پر احسان کیا جب اس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو دیہات سے لا کر مجھ سے ملایا بعد اس کے کہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا۔ بیشک میرا رب جو کچھ چاہتا ہے اس کے لیے نہایت باریک بین اور دقیقہ رس ہے۔ بیشک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ کا ترجمہ ہے «وہ تُم کو دیہات سے لایا» اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب اور ان کی اولاد بادِیہ یعنی دیہی علاقے میں رہتے تھے جہاں بھیڑئے کَثرَت سے پائے جاتے تھے۔

نُکتہ عجیبہ: بھیڑیا وہ واحِد جانوَر ہے جس پہ جھُوٹی تُہمَت لگائی گئی اور خود اللہ تعالیٰ نے بھیڑئے سے اس تُہمَت کو دور فرمایا۔

اَکَلَهُ الذِّئبُ کے جملے میں بلاغَتی اِعجاز: ایک زِندیق نے کہا کہ قرآن میں بَلاغَت کی ایک غَلطی پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ بھیڑیا حیوانِ مُفتَرِس ہے یعنی یہ ایک دَرِندہ جانوَر ہے جو اپنے شِکار کو پھاڑتا ہے۔ تو یہاں پھاڑنے کے بجائے کھانے کی بات کیوں لائی گئی؟ علامہ خطّابی نے یہ جواب دیا کہ اَکَلَهُ الذِّئبُ کے بجائے اِفتَرَسَهُ الذِئب کہا جاتا تو یعقوبؑ یہ کہتے اَحضِرُو بَقایاهُ یعنی یوسُفؑ کے جسم کا باقی حصے یعنی ہڈیاں وغیرہ لاؤ اور اَکل کا مطلب یہ ہوا کہ بھیڑیا ہڈیوں سمیت یوسُفؑ کو کھا گیا۔

فَأَكَلَهُ الذِّئبُ میں حَرفِ عَطف «ف» کا عجیب نُکتہ: ذَرا اس عجیب غریب عَطف کو دیکھیں کہ بھائیوں نے کہا **وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ** اس میں «ف» حَرفِ عطف یہ بتاتا ہے کہ بھیڑیا فوراً یوسُفؑ کو کھا گیا کیونکہ «ف» تعقیب کے لئے آتا ہے۔ یعنی اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ **وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا وجاءَ ذِئب فَأَكَلَهُ** لفظِ اَکل (کھانا) نے بھائیوں کی غائب دِماغی اور ان کے جھوٹ کا پول کھول دیا کہ بھیڑئے نے جب یوسف کو پکڑا تو وہاں کوئی چیخ نہیں ہوئی نہ کسی قسم کی مُدافعت ہوئی نہ بھاگنے کی کوشش کی گئی۔ اس بیان سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھیڑیا آسمان سے اَچانک اُترا یا زمین سے نمودار ہوا اور یوسف کو جلدی سے کھا لیا۔ تو فعل اَکل کی نسبت بھیڑئے کی طرف ایک بڑا touch ہے جو اس پورے منظر کو جھوٹ کا پُلندہ ثابِت کر دیتا ہے۔ ایک نفسیاتی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جھوٹا اپنے جھوٹ کو مضبوط کرنے کے لئے کتنی بھی کوشش کر لے آخِر اس کا جھوٹ پکڑ لیا جاتا ہے۔

ایک سوال: جب یعقوبؑ کو معلوم تھا کہ بھیڑیا یوسفؑ کو نہیں کھا سکتا تو اُنہوں نے **وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ** کیوں کہا؟ جواب: یوسفؑ کے معاملے میں دو احتمالات تھے ایک قَتل دوسرے کسی جگہ پھینک دیا جانا، لیکن قتل کا اِحتِمال راجح تھا کیونکہ یعقوبؑ، یوسفؑ پر منڈلاتے خطرے کو محسوس کر رہے تھے۔ اگر اس وقت بھیڑئے کا ذِکر نہیں کرتے تو بہت ممکن تھا کہ بھائی یوسف کو قتل کر ڈالتے۔ لیکن بھیڑئے کے تَذکرے پر اپنے مقصَد کی تکمیل کے لئے اُنہیں ایک دوسرا آپشن ہاتھ آ گیا تھا۔

حدیث میں بھیڑیا شیطان کے لئے ضَربُ المَثَل ہے جو انسان کا کھُلا ہوا دُشمن ہے اور ہمیشہ اُس کی تاک میں لگا رہتا ہے۔

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قُلْتُ فِي قَرْيَةٍ دُوَيْنَ حِمْصَ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمْ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمْ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ قَالَ السَّائِبُ يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ

(النسائی کِتَاب الْإِمَامَةِ باب التَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ)

ترجمہ: معدان بن ابوطلحہ یعمری، ابو درداء (رض) سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرماتے تھے کہ جس وقت کسی بستی یا جنگل میں تین اشخاص ہوں اور وہ نماز کی جماعت نہ کریں تو سمجھ لو کہ ان لوگوں پر شیطان غالب آ گیا ہے اور تم لوگ اپنے ذمہ جماعت سے نماز لازم کرلو کیونکہ بھڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو کہ اپنے ریوڑ سے علیحدہ ہوگئی ہو حضرت سائب نے فرمایا کہ اس سے مراد نماز باجماعت ہے۔

مال اور اقتدار کے بھوکوں کو بھیڑئے سے تشبیہ دی گئی ھے:

عَنْ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ (ترمذی كِتَاب الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاب مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْمَالِ بِحَقِّهِ)

ترجمہ: محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ بن کعب انصاری اپنے والد سے وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر وہ بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال اور مرتبے کی حرص انسان کے دین کو خراب کرتی ہے۔

بھیڑئے کے گوشت کا حکم: بھیڑئے کا گوشت حرام ہے کیونکہ اُس کا شُمار ذی ناب میں ہوتا ہے۔۔

خنزیر اور قرآن

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (173) (سورۃ البقرۃ 2:)

ترجمہ: اللہ نے تم پر تم پر جس کا (کھانا) حرام کیا ہے وہ صرف مردار' خون' خنزیر کا گوشت اور وہ جانور ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو' سو جو شخص مجبور ہو جائے جب کہ وہ نافرمانی کرنے والا اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو تو اس پر (کھانے یا استعال میں) کوئی نہیں ہے' بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (3) (المائدہ 5:)

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا، مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس (جانور) پر (ذبح کے وقت) غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور گلا گھٹ جانے والا' اور چوٹ کھا کر مرا ہوا اور بلندی سے گر کر مرا ہوا اور سینگ لگنے سے مرا ہوا اور جس کو درندے نے کھایا ہو ماسوا اس کے جس کو تم نے (زندہ پاکر) ذبح کرلیا' اور جو بتوں کے تقرب کے لیے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا گیا اور فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرنا یہ (تمام کام) فسق ہیں' آج کفار تمہارے دین (کی ناکامی) سے مایوس ہو گئے' سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو' آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کرلیا' پس جو شخص بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر (کوئی حرام کھالے) دراں حالیکہ وہ اس کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (115) (سورۃ النحل 16:)

ترجمہ: اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر مشتہر کی گئی ہو۔ پھر وہ شخص (ان میں سے کوئی چیز کھانے پر) مجبور ہو جائے، بشرطیکہ وہ نہ تو شرعی قانون کا باغی ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھانے والا ہو، (تو ایسے شخص کو) اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرائع سماویہ (آسمانی شریعتیں) کا مقصد پانچ ضروریات کی حفاظت کرنا ہے۔ (1) دین (2) جان (3) آبرو (4) مال (5) عقل۔ اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں یہ اَزَلی حقیقت بیان فرمادی کہ کل طیّبِ حلال وَ کُلُّ حرام خبیث۔ اور اللہ نے مومنوں کو خبائث سے ڈراتے ہوئے فرمایا۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ (267) (سورۃ البقرۃ 2:)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے اچھی اور پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو زمین سے ہم نے تمہارے لیے نکالی ہیں اور بری اور ناپاک چیزیں خرچ کرنے کا ہرگز ارادہ نہ کرو کہ اگر وہی چیزیں تمہیں دی جائیں تو تم کبھی نہ لوگے الا یہ کہ اغماض برت جاؤ اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ بے نیاز اور تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ نے دونوں باتوں کو ایک ساتھ ایک آیت میں جمع فرمادیا ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (157) (سورۃ الأعراف 7:)

ترجمہ: جو اس عظیم رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جس کو وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو ان کو نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے روکے گا جو ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرے گا اور ناپاک چیزوں کو حرام کرے گا جو ان سے بوجھ اتارے گا، اور ان کے گلوں میں پڑے ہوئے طوق اتارے گا، سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور اس کی نصرت اور حمایت کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یہ چھ کَلِمات معجزہ ہیں۔ اللہ اس میں تمام انسانیت کے لئے ایک کسوٹی قائم کردی جو زمانہ نبوی کے بعد ہر نئی چیز جو وجود میں آئے لوگ طیب کو خبیث سے اور نافع کو ضارّ سے الگ کرلیں۔ طیبات کو قبول کرلیں اور خبائث سے دور رہیں۔ اس بحث میں ہم کئی اسباب کا ذکر کریں گے جن کی وجہ سے اللہ نے خنزیر کا گوشت حرام کر دیا ہے۔

لفظ خنزیر قرآن میں واحد صیغے کے ساتھ چار جگہ اور جمع کے صیغے کے ساتھ ایک جگہ آیا ہے۔ خنزیر کے گوشت کو اللہ نے تدریجاً یعنی دھیرے دھیرے حرام نہیں کیا ہے جیسا کہ شراب کو تدریجاً حرام کیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھانا انسان کے لئے کس قدر ضَرَر رَساں ہے۔ سورہ اَنعام کی آیت نمبر 145، لحمِ خنزیر کی حُرمَت کا سَبب بتاتی ہے۔ فرمایا گیا

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (145)

ترجمہ: تم کہہ دو جو وحی مجھ پر بھیجی گئی ہے میں اس میں ایسی کوئی چیز حرام نہیں پاتا کہ کھانے والے پر اس کا کھانا حرام ہو بجز اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ یہ چیزیں بلاشبہ گندگی ہیں یا پھر جو چیز گناہ کا موجب ہو کہ غیر اللہ کا نام اس پر پکارا گیا ہو اور اگر کوئی آدمی مجبور ہو جائے اور مقصود نافرمانی نہ ہو، نہ حدِّ ضرورت سے گزر جانا تو بلاشبہ تمہارا پروردگار بخشنے والا رحمت والا ہے۔

فَإِنَّهُ رِجْسٌ سے متعلق فیروز آبادی کہتے ہیں کہ الرجسُ القَذِر، بیضاوی کہتے ہیں الرجسُ القَذِر اور قَذِر کا معنیٰ "گندا" ہوتا ہے۔ اس کو رِجس کے لفظ سے اس وجہ سے موسوم کیا گیا کیونکہ وہ نَجاسَت کھانے کا عادی ہے اور شریعَتِ اسلامیہ کی نظر مین وہ تمام چیزیں خبائث ہیں جو انسان کی صحّت، اَخلاق اور مال کے لئے مُضِر اور نُقصان دِہ ہے اور ہر وہ چیز جس کا اَنجام خراب ہو وہ خبائث کے عُموم میں داخل ہوگا۔

حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ نے حلال کی ہے وہ بَدَنِ انسانی کے لئے نافع ہے اور جس کا استعمال حرام کیا ہے وہ بدَن، دین اور اَخلاق سَب کے لئے نُقصان دہ ہے۔ گوشت کی دیگر قسمیں کسی عِلّتِ عارِضہ کی وجہ سے حرام ہیں مگر خنزیر کا گوشت تمام گوشتوں میں مُنفَرِد ہے کہ وہ حرام لِذاتہٖ ہے۔ اس کے تمام اَجزاء حرام ہیں خواہ وہ چربی ہو، ہڈی یا چمڑا ہو۔ امام رازی نے فرمایا اَجمَعتِ الاُمة الاسلامية علیٰ اَنَّ الخنزيرَ بجميعِ اَجزائه مُحرَّم۔ یہ نکتہ قُرآن میں بھی ہے کیونکہ فَإِنَّهُ رِجْسٌ میں "ہُ" کی ضمیر وجودِ خنزیر کی طرف راجح ہے اس سے خنزیر کے تمام اجزاء کا حرام ہونا معلوم ہوا۔

لحمِ خِنزیر کی حُرمَت کی حکمت و مَصلَحَت: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چار مَواضع پر اس کی حُرمَت کا ذِکر فرمایا ہے۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اَعرابیوں نے اونٹ کا گوشت کھایا تو سَختی حاصل کی، ترکوں نے گھوڑے کا گوشت کھایا تو شراسۃ (بَدخُلقی) حاصل کی اور انگریزوں نے لحمِ خنزیر کھایا تو اُنہیں دِیاثَت حاصل ہوئی اور دِیاثَت کی تعریف عربِی میں اس طرح کی گئی ہے "الدیاثةُ عَدَمُ الغيرة علی العِرضِ" یعنی آبرُو کے معاملے میں بے غیرت ہونا۔ فَخرُالدین الرازی کہتے ہیں کہ بعض اہلِ علم نے کہا غذا، کھانے والے کا جُزوِ بَدَن بنتی ہے جس سے اسی قسم کے صفات واَخلاق پیدا ہوتے ہیں جو اس غذا میں پائے جاتے ہیں۔

خنزیر ایسا جانور ہے جو درندہ اور چوپایہ دونوں میں مُشترک ہے۔ یہ گھاس بھی کھاجاتا ہے اور اس کے منہ میں دو دانت ہیں جن سے وہ چیرتا پھاڑتا رہتا ہے۔ نَر خنزیر چار مہینے میں ہی بالغ ہوجاتا ہے اور مادہ خنزیر سات ماہ سے پہلے حدِّ بُلوغَت کو نہیں پہنچتی اور جب مادہ پندرہ سال کی ہوجاتی ہے تو اس کو بچے ہونا بند ہوجاتے ہیں۔ اس کے دانتوں میں اتنی قوت ہوتی ہے جتنی اَکثَر درندہ جانوروں کے دانتوں میں نہیں ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اس کے اگلے دو دانت بڑھ کو ایک دوسرے سے مِل جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ کھانے سے معذور ہوجاتا ہے اور انجامِ کار کچھ دنوں کے بعد مَر جاتا ہے۔

خنزیر کی ایک عجیب صفت ہے کہ یہ اگر کتے کو کاٹ لے تو کتے کے تمام بال جھَڑ جاتے ہیں۔ خنزیر اگر سانپ کو دیکھ لے تو فوراً اُسے کھا جاتا ہے۔ مگر یہ اتنا زَہریلا ہوتا ہے کہ سانپ کا زہر اسے کوئی نقصان نہیں پہونچاتا۔ خنزیر لومڑی سے زیادہ عیّار اور چالاک ہوتا ہے۔

خنزیر کی ایک عجیب صفت ہے کہ اگر اسکو کئی دنوں تک بھوکا رکھا جائے اور پھر کھانے کو دیا جائے تو دو ہی دن میں انتہائی فَربہ ہوجاتا ہے۔ خنزیر جب بیمار ہوتا ہے تو کیکڑے کو پکڑ کر کھاجاتا ہے جس سے اُس کا مَرض دور ہوجاتا ہے۔ خنزیر کے اندر ایک عجیب بات اور بھی ہے کہ اسے اگر گدھے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا جائے اور پھر گدھا اس کے اوپر پیشاب کردے تو خنزیر اسی وقت مرجاتا ہے۔ لھٰذا خنزیر پالنے والے اس کو گدھے سے کافی دور باندھتے ہیں۔ اس کی ایک عجیب صفت یہ بھی کہ اگر اس کی ایک آنکھ نکال دی جائے تو پھر یہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسان اور خنزیر میں صرف اتنی

مُشابَہت ہے کہ انسان کی طرح اس کی کھال گوشت سے علیحدہ نہیں ہوتی۔

خنزیر طبعی اور خُلقی طور پر گندگی پَسند جانور ہے۔ وہ گندی غذا پَسند کرتا ہے۔ اس کی ایک عجیب عادت ہے کہ اگر اسے صاف غذا مِل جائے تو اسے کھانے سے پہلے اس پر اپنی ناک کی غلاظت چھینک کر اسے گندہ کر لیتا ہے پھر کھاتا ہے۔ خنزیر اپنے ہی فُضلے کو غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے اور اپنا پیشاب بھی پی جاتا ہے۔ یہ دینِ یہودیت اور نَصرانِیَت میں بھی حرام ہے۔ قیامت کے قریب جب عیسیٰؑ جب آسمان سے اُتریں گے تو صلیب توڑنے کے ساتھ تو خنزیر کو بھی قتل کریں گے۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ ان کی کتابوں میں سور کے گوشت کی حُرمَت و مُمانَعت کے باوجود یہودی اور عیسائی اس غلیظ جانور سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور لحمِ خنزیر ان کی مرغوب غذا ہے۔ خنزیر روئے زَمین پر پایا جانے والا سب سے غلیظ جانور ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ دیُّوث اور بے شَرم جانور ہے۔ یہ مُقارَبَت کے وقت دیگر خنزیروں کو ترغیب دیتا ہے کہ اس کی ساتھی سُورنی سے مُقارَبَت کرے۔ اور سورنی کا حال یہ ہے کہ جب تک وہ دس سے زائد سوروں سے مقارَبَت نہ کروائے تب تک اس کی جنسی تشنگی دور نہیں ہوتی۔

امریکہ اور یوروپ میں اس کا گوشت کھاتے ہیں اسی کا اَثَر ہے کہ اس معاشَرے میں شَرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔ خنزیر شہوانی خصلَت سے مجبور ایک ایسا جانور ہے جو اپنے ہم جنسوں کے علاوہ دیگر جانوروں، بلکہ مادہ جانور کی طرح، نَر جانوروں کے ساتھ ملاپ کرنے سے گُریز نہیں کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قوم میں لواطت Lot Complex عام ہے۔ اور باقاعدہ انہوں نے حکومَتوں سے یہ مطالَبہ کیا ہے کہ ایک مرد ایک مرد سے شادی کر سکتا ہے۔ ہمارے غیرت مند ملک ہندوستان کے علاوہ بہت سارے مَمالِک نے اس فعلِ شَنیع کو قانونی اِجازَت دے دی ہے۔ خنزیر وہ واحد میمالیہ (پستانیہ) ہے جسے پسینہ نہیں آتا جس کی وجہ سے اس کے جسم سے زہریلے مادِّے خارج ہونے کی بجائے جسم کے اندر ہی رہ جاتے ہیں۔ انہیں تمام وجوہات کی بناء پر شریعتِ اسلامیہ میں خنزیر کا گوشت کھانا حرام کر دیا گیا ہے تا کہ اس کا کھانے والا خنزیر کے اندر پائی جانے والی غلیظ صِفات سے مُتَّصِف نہ ہو جائے۔ عُلَماءِ تَغذیہ کہتے ہیں...

You are what you eat۔

اکثر لِبرَل لوگ خنزیر کے گوشت کی مُمانعت پر مسلمانوں کو تنقید و تمسخُر کا نشانہ بناتے ہیں، سائنس نے بھی ایسے لوگوں کو خنزیر کے گوشت کے نُقصانات بتادئے ہیں۔ آیئے ہم خنزیر کے گوشت کے بارہ ایسے نُقصانات بتاتے ہیں جنہیں پڑھ کر آپکا ایمان تازہ ہو جائے گا کہ اللہ نے اسے حرام کیوں قرار دیا ہے۔

(1) یہ بہت ہی غلیظ جانور ہے اور ہر گندی چیز کھا جاتا ہے۔ یہ اس قدر گندا جانور ہے یہ اپنی ہی جنس کا پیشاب پی جاتا ہے۔ اور انسانوں اور جانوروں کا فُضلہ اس کی محبوب غذا ہے۔

(2) خنزیر کا گوشت دیگر جانوروں کی بہ نسبت اس لئے زیادہ زہریلا ہوتا ہے کہ یہ زہریلے مادوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے کھانے کے نقصانات بہت ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ ایک شخص کے جسم میں کئی قسم کے helminths (آنتوں کے کیڑے) پائے جاتے ہیں جیسے roundworm, pinworm, hookworm وغیرہ جن میں سب سے خطرناک Taenia Solium ہوتا ہے جسے عام زبان میں tapeworm کہا جاتا ہے۔ یہ آنت میں پناہ لیتا ہے اور کافی لمبا ہوتا ہے اور انسان کی آنتوں کے اندر یہ پروان چڑھنے لگتا ھے بسا اوقات اس کی لمبائی سات میٹر ھوتی ھے۔ اس کا کانٹے دار سر آنتوں کی دیواروں کے اندر اور خون کے دوران کیلئے بڑی دشواری کا سبب بنتا ھے۔ اور اسکی چار چوسنے والی چونچیں اور ایک گردن ھوتی ہے جس سے چونچ دار کیڑے وجود میں آتے ھیں جن کا ایک مستقل وجود ھوتا ھے، جنکی تعداد ھزار تک ھوتی ھے، اور ھر بار ھزار انڈے پیدا ھوتے ھیں۔ اسکے انڈے دورانِ خون میں شامل ہو کر جسم کے تقریباً تمام اعضاء تک پہونچتے ہیں۔ اگر دماغ میں داخل ہو جائیں تو یہ کیڑا دماغ میں پہنچ کر اسے کھانا شروع کر دیتا ہے شدید طور پر یادداشت کو مجروح کرتے ہیں، اگر دل میں انکا دُخول ہو جائے تو دل کے دورے کا باعث بن جاتے ہیں، آنکھوں میں پڑ جائیں تو اندھے پن کا سبب ہوتے ہیں، اور اگر جگر یا کلیجے میں پہونچ جائیں تو اسے شدید نقصان پہونچاتے ہیں۔

(3) یہ اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ اس کے اوپر زہر کا اثر کم ہوتا ہے۔

(4) مغرب میں جو لوگ اس کو پالتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ خنزیر پر سانپ کے کاٹنے کا اثر نہیں ہوتا ہے جس سے اس کے اندر موجود زہر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(5) بیکٹیریا اور دیگر طُفیلیے عام جانوروں کی بہ نسبت مردہ خنزیر کو جلد ختم کر دیتے ہیں۔

(6) عام گوشت کو اگر زیادہ حرارت پر پکایا جائے تو اس میں موجود بیکٹیریا ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر خنزیر کے گوشت کو چاہے جتنے بھی درجہ حرارت پر پکا لیا جائے اس کے جراثیم کم نہیں ہوتے۔

(7) اس میں چربی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے جسے تحلیل اور ہضم کرنے میں کسی بھی دوسرے جانور کی چربی سے کہیں زیادہ وقت درکار ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ انسانی صحَّت کے لئے بے حَد مُضِر ہے۔

(8) گائے میں چار معدے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کا نظامِ ہضم بہت اچھّا ہوتا ہے اور یہ کھانے کو ہضم کرنے میں بہت وقت لیتی ہے جبکہ خنزیر جو چیز کھاتا ہے وہ چار گھنٹوں کے اندر اس کا جزوِ بَدن بن جاتی ہیں۔ کمزور نظامِ ہضم کی وجہ سے اس کا گوشت جراثیم سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

(9) خنزیر میں کم و بیش 450 مُتَعدِّی بیماریاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ہاتھ لگانے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

(10) خنزیر کی وجہ سے انسانوں کو کئی طرح کی خطرناک بیماریاں جیسے ہیضہ، ٹائیفائڈ، گٹھیا اور مثانے کا اِنفیکشن لاحق ہو سکتی ہیں۔

(11) اس کے جسم اور گوشت میں زہریلے مادے اور جراثیم گردش کرتے رہتے ہیں۔ اس کے پایوں میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے باہر کے جراثیم اندر جاتے رہتے ہیں اور یہ مزید زہر آلود ہوتا رہتا ہے۔

(12) سور کے گوشت میں shape virus ہوتے ہیں جو پھیپھڑوں کو نقصان پہونچاتے ہیں۔

Norman Rudolph Stoll جو ایک scientist اور parasitologist ہیں انہوں نے اپنی کتاب This Wormy World میں لکھا ہے کہ United States کے چھ رہائشیوں میں سے ایک، trichinella worm یا trichina worm سے متاثر تھا جو بنیادی طور پر کچے یا ناقص پکے ہوئے لحمِ خنزیر کے سبب معدے میں پہونچتا ہے اور Trichinosis(trichinellosis/ trichiniasis) جیسی طُفیلی بیماری کا باعث بنتا ہے۔ گوشت پوری طرح پکا نہ ہونے کی صورت میں کیڑے کے انڈے اس میں موجود رہتے ہیں اور آنتوں میں جاکر ان انڈوں سے کیڑے نکل آتے ہیں جو اعصابی نظام میں شامل ہو کر براہ راست دماغ تک پہنچتے ہیں۔ یہ دماغ میں نقصاندہ گلِٹی بنا دیتا ہے دوسری صورت اس کیڑے کے لاروا کی صورت میں سؤر کے فضلے میں پائی جاتی ہے۔ سؤروں کے قریب موجود لوگ فضلے سے براہ راست یا اس کے پانی میں شامل ہونے سے کیڑے کا شکار بن جاتے ہیں۔ یہ کیڑا جب جسم میں داخل ہو جاتا ہے تو Neurocysticercosis نامی بیماری جنم لیتی ہے جو شروع میں مرگی، اعضاء کا فالج اور بالآخر موت کا سبب بنتی ہے۔ Dr. Hans Heinrich Reckeweg جو ایک مشہور جرمن میڈیکل سائنسداں ہیں، اس نے سور کے گوشت میں ایک زہریلی پروٹین Sutoxin دریافت کی ہے جو ایگزیما اور دمے کے دورے کا باعث بنتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ زہریلا مادّہ اکثر ایسی بیماریوں کا باعث بنتا جو دائمی اور لاعلاج ہوتی ہیں۔ چونکہ سور کے گوشت میں اَفزائشی ہارمون (خون کے ذریعے اعضاء کو پہنچنے والی توانائی) کا اِرتکاز بہت زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا مسلسل استعمال جسمانی شکل و صورت کے بگاڑ اور بد نُمائی کا باعث بنتا ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ان خوفناک بیماری کا تا حال کوئی مکمل علاج دستیاب نہیں ہے البتہ کینسر کے علاج میں استعمال ہونے والی چند ادویات کو ان بیماریوں پر قابو پانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ماہرین صحت کے مطابق سؤر سے دور رہنا ہی اس دردناک مرض سے بچنے کا اصل طریقہ ہے۔۔

حرمت والے مہینے میں پامال ہوتی ہیں حرمتیں

تحریر
عبدالغفار سلفی

محرم الحرام کا مہینہ نہ صرف یہ کہ اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے بلکہ یہ حرمت والے ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن میں ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان بھائیوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حرمت اور بڑھ جاتی ہے مگر ذرا اعداء اسلام کی گہری چال تو دیکھیے کہ حرمت والے اس عظیم مہینے میں ان مقدس ہستیوں کی حرمتیں پامال کی جاتی ہیں جو ہمارے عقیدے کے مطابق انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل لوگ ہیں. واقعہ کربلا تو محض ایک بہانہ ہے، اسے بنیاد بنا کر ان بزرگ ہستیوں پر کیچڑ اچھالے جاتے ہیں جنہیں خود رب العالمین نے «رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ» کا پروانہ عطا فرمایا ہے. جانتے ہیں ان نفوس قدسیہ پر سب وشتم کے پیچھے اصل عزائم کیا ہیں؟ اس کے پس پردہ حقیقی مقاصد کیا ہیں؟ بات یہ ہے کہ صحابہ کرام دین کے مصادر اصلیہ قرآن وحدیث کے ناقل ہیں، امت تک کتاب وسنت کو پوری امانت داری سے پہنچانے والے یہی لوگ ہیں، جب یہی لوگ سند اعتبار کھو دیں، جب یہی لوگ منافق اور بدطینت ٹھہریں، جب انہیں کے دلوں کو اخلاص سے خالی قرار دے دیا جائے تو پھر اس دین کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے جو ان کے توسط سے ہمیں ملا؟؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کی عدالت وثقاہت میں رخنہ اندازی خود دین کی بنیادوں میں رخنہ اندازی ہے، جب یہی لوگ معتبر نہیں تو پھر دین کا اعتبار کہاں رہا؟

ہائے کیسی افسوس کی جا اور حیف کا مقام ہے کہ جس مہینے میں ایک عام مسلمان کی عزت وآبرو انتہائی محترم قرار دی گئی ہے اس میں رسول کے چہیتوں کو گالیاں دی جاتی ہیں، جو دین عام مردوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے اسی دین کا نام لے کر اور کذاب و دروغ گو راویوں کے قصے کہانیوں کو بنیاد بنا کر خیر القرون کے لوگوں کو لعنت ملامت کی جاتی ہے، کربلا کے ڈانڈے سقیفہ بنی ساعدہ سے ملائے جاتے ہیں اور رسائے کی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے اصحابِ کرام پر تبرا بازی ہوتی ہے.

شیطان بھی کتنا ہوشیار ہے، دین کی جڑیں کھودنے کے لیے خود دین کو مہرہ بنایا، حق کے لبادے میں باطل کی تعلیم دلوائی. کبھی صحابہ کے منہج سے ہٹا کر خارجیت کو پروان چڑھایا. کبھی محبت اہل بیت اور آل رسول کے نام پر صحابہ کو گالیاں دلوائی. کبھی صحابہ کی محبت کے نام پر اہل بیت سے بغض دلوں میں بھرا اور ناصبیت کو جنم دیا. مگر اہل حق ان سب سے بری ہیں. ان کے یہاں صحابہ کی سچی محبت وعقیدت بھی ہے اور انہیں کا عقیدہ و منہج بھی، اہل بیت کا حقیقی ادب واحترام بھی ہے اور ان کی بتائی ہوئی صحیح راہ بھی. ان کے یہاں حب علی کے پردے میں بغض معاویہ نہیں ہے. ان کے نزدیک اسلام کربلا سے پہلے بھی زندہ تھا، آج بھی زندہ ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت زندہ رہے گا

کربلا کا پس منظر

ہم اپنے دور کے بہت سارے واقعات کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی آراء اور نظریات مختلف ہوا کرتے ہیں، کوئی شخص بہت سارے لوگوں کی نظر میں قابل تعریف ہوتا ہے تو بہت ساروں کے نزدیک انتہائی برا بھی ہوتا ہے. رائے کا یہ تضاد اس دور میں بھی قائم ہے جب کہ معلومات کو حاصل کرنے اور پہنچانے کے ذرائع انتہائی ترقی یافتہ ہو چکے ہیں، پل پل کی خبریں گھر بیٹھے مل جاتی ہیں، واقعات اب صرف سنے نہیں بلکہ براہ راست دیکھے جاتے ہیں. ان سب کے باوجود ایک ہی واقعے کے تعلق سے دس لوگوں کی دس الگ الگ رائیں ہوتی ہیں.

اب ذرا انصاف سے بتائیے، واقعہ کربلا آج سے تقریباً چودہ برس پہلے وقوع پذیر ہوا. روایت کرنے والے اکثر راوی موقعہ واردات پر تھے ہی نہیں اور ان میں سے بھی ایک بڑی تعداد پایہ اعتبار سے ساقط ہے، تو پھر ہم کیوں ان راویوں کی بنیاد پر کسی کو گالی دیتے ہیں، لوگوں کے جذبات برانگیختہ کرتے ہیں، عقیدت کے نام پر لوگوں کو مشتعل کرتے ہیں. اگر تاریخ کی ان کچی پکی روایات کی بنیاد پر کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یزید بن معاویہ پر لعنت ملامت کرے، اسے ظلم کا استعارہ قرار دے تو پھر دوسرے فریق کو بھی یہ اختیار ملنا چاہیے کہ تاریخ کی ہی روایات کی بنیاد پر یزید کا دفاع کرے اور اس کی پوزیشن صاف کرے۔۔۔۔۔

تنکا تنکا ڈاسنا

حافظ جلال الدین القاسمی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدْتُمْ لَهُ مَدْفَعًا

(ابنِ ماجه كِتَاب الْحُدُودِ)

ترجمہ: عبداللہ بن جراح، وکیع، ابراہیم بن فضل، سعید ابن ابی سعیدہ، حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جب تک تم حد کو ساقط کرنے کی صورت پاؤ حد کو ساقط کر دو۔

نوئیڈا میں 16 مئی 2008 میں ایک چودہ سال کی لڑکی اپنے کمرے میں مردہ پائی گئی۔ اس کے سر پر دو مرتبہ وار کیا گیا تھا پھر گلا کاٹ دیا گیا تھا۔ پھر اس کے اوپر ایک سفید چادر ڈال دی گئی تھی۔ پہلے اس قتل کا شک گھر کے نوکر ہیمراج پر گیا۔ لیکن دو دن بعد چھت پر اس نوکر کی لاش پائی گئی۔ رات کے ایک بجے سے چھ بجے تک کے درمیان یہ قتل ہوئے۔ گھر میں صرف چار لوگ تھے۔ ماں، نُپر تلوار اور باپ، راجیش تلوار، نوکر ہیم راج اور بیٹی آروشی۔ دو مقتول پائے گئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قاتل کون ہے؟

پہلے یہ کیس نوئیڈا پولس سُلجھا رہی تھی، پھر یہ کیس سی بی آئی کے ہاتھوں میں آ گیا۔ 25 نومبر 2013 کو ثبوتوں کی بنیاد پر راجیش تلوار اور نُپر تلوار کو عمر قید کی سزا سُنائی گئی۔ سی بی آئی کی دلیل یہ تھی کہ گھر میں جب صرف چار ہی لوگ تھے تو قتل کا سیدھا شُبہہ ماں باپ کے اوپر ہی جاتا ہے۔ جنھوں نے اپنی بیٹی کو اپنے نوکر کے ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھ لیا اور غصے میں آ کر نوکر اور بیٹی دونوں کا قتل کر دیا۔ تب سے یہ غازیہ آباد کے ڈاسنا جیل میں قید تھے۔ یہ کیس نو سال پُرانا تھا۔ نو سال کے بعد اس کیس میں ایک ٹرننگ پوائنٹ آیا اور سی بی آئی ہائی کورٹ مین یہ کیس ہار گئی۔ جج کی دلیل یہ تھی کہ سی بی آئی کے پاس کچھ بکھرے ثبوت اور اَدھوری گواہیاں ہیں اور کورٹ میں صرف ثبوت چلتا ہے۔

اس کیس میں تین اہم کمیاں بتائی گئیں۔

(1) ٹھوس ثبوت کی کمی

(2) چشم دید گواہ کا نہ ہونا

(3) آلہ قتل کا برآمد نہ ہونا

اس لئے benefit of doubt دیتے ہوئے 12 اکتوبر 2017 کو الہ آباد ہائی کورٹ نے آروشی کے ماں باپ راجیش تلوار اور نُپر تلوار کو باعزت بَری کر دیا۔ پولیس پر زبردست لاپرواہی کا الزام لگایا گیا۔ اور سی بی آئی کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنی تحقیقات میں ناکام رہی۔ اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس پورے معاملے میں میڈیا کا کردار انتہائی غیر انسانی، غیر اخلاقی اور انتہائی غیر ذمہ دارانہ رہا۔ رپورٹنگ کی حد تک تو میڈیا ٹھیک تھی، مگر میڈیا جانچ ایجنسی بن گئی، کبھی جاسوس کا لباس پہن کر اور کبھی جیمس بانڈ بن کر اسکرین پر آتی رہی۔

آروشی کیس پورے ملک میں چرچہ کا موضوع رہا ہے۔ قانون نے شک کا فائدہ دیتے ہوئے ماں باپ کو بری کر دیا اور شریعتِ اسلامیہ کا ایک قاعدہ ہے کہ حدود کو شُبہات سے دور کرو اور ایسا کرنا بندوں کے حقوق کے حفاظت کے لئے ہے تا کہ ظنّ و تخمین کی بنیاد پر کسی کا غلط مُواخذہ اور مُحاسَبہ نہ کیا جائے اور جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے۔ ایک سوال اب بھی سر اُٹھائے کھڑا ہے، پھر آروشی کا قاتل کون ہے؟ سُنا ہے کہ سی بی آئی اس کیس کو اب سُپریم کورٹ لے جانے کے چکر میں ہے۔ عجیب و غریب کیس اور تفتیش کاروں اور تحقیق کُنِندَگان کی عجیب غریب تحقیق، خدا خیر کرے!

اور نُپر تلوار کی کتاب "**تنکا تنکا ڈاسنا**" موقع ہو تو ضرور پڑھیے۔

احکم الحاکمین

عبدالغفار سلفی

آج مغرب کی نماز میں سورہ تین کی تلاوت کر رہا تھا، جب آخری آیت پر پہنچا:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ

کیا اللہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟؟

تو ایک عجیب سی کیفیت ذہن پر طاری ہوگئی. ہم دنیا میں اکثر اس بات کی فکر میں غلطاں رہتے ہیں کہ کون ہمارا مخالف ہے، کون ہمارا موافق ہے، کون دوست ہے، کون دشمن ہے، کس سے ہمیں فائدہ ہے اور کون ہمارے حق میں مضر ہے مگر حقیقت میں ہمارا ان سب چیزوں کے پیچھے پریشان ہونا بے مطلب ہے. اصل چیز یہ ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہے کہ نہیں کیونکہ مرضی تو اسی کی چلے گی، فیصلہ تو اسی کا نافذ ہو گا.

اگر ہم اللہ کے دین پر ہیں، حق پر ہیں، صحیح راہ پر ہیں تو یقیناً آج نہیں تو کل اللہ کی طرف سے کسی نہ کسی شکل میں ہماری مدد ضرور ہو گی خواہ پوری دنیا ہمارے خلاف ہو جائے. فیصلہ کرنے والے جتنے بھی فیصلے کر لیں مگر وہ ایک بات یاد رکھیں کہ ایک فیصل اور حاکم وہ بھی ہے جو احکم الحاکمین ہے، جس کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا، جس کے فیصلے کے بعد پھر کسی کو کوئی اختیار نہیں.

جب حق پر ہوتے ہوئے بھی مخالفتوں کے طوفان میں گھرے ہوں تو اس آیت کو یاد کر لیں، جب حالات ناسازگار اور ناموافق ہوں تو احکم الحاکمین کی حاکمیت کا تصور کر لیں، جب زندگی بوجھ محسوس ہونے لگے تو اس مالک کو یاد کر لیں جس نے یہ زندگی آپ کو عطا کی ہے، وہ زیادہ جانتا ہے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے کیا برا ہے، بس اس کو راضی کرنے کی کوشش کریں اور معاملات کو اس کے حوالے کر دیں۔۔

منتخب اشعار

ہم جو کہتے ہیں کچھ اشاروں سے	یہ خطا لا کلام ہوتی ہے
کسی کے نام سے منسوب یہ عمارت تھی	بدن سرائے نہیں تھا کہ سب ٹھہر جاتے
بے کفن لاشوں کے انبار لگے ہیں لیکن	فخر سے کہتے ہیں ہم تاج محل والے ہیں
جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں	سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا
چلا میں جانب منزل تو یہ ہوا معلوم	یقیں گمان میں گم ہے گماں ہے پوشیدہ
میں ناتمام و شکستہ وجود تھا لیکن	وہ دوسرے جو مکمل تھے میرا حصہ تھے
وہی کارواں، وہی راستے وہی زندگی وہی مرحلے	مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی تم نہیں کبھی ہم نہیں

بہادر شاہ ظفر

جلایا آپ ہم نے ضبط کر کے آہ سوزاں کو
جگر کو، سینہ کو، پہلو کو، دل کو، جسم کو، جاں کو

ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں
الم کو، یاس کو، حسرت کو، بیتابی کو، حرماں کو

جگہ کس کس کو دوں دل میں ترے ہاتھوں سے اے قاتل
کٹاری کو، چھری کو، بانک کو، خنجر کو، پیکاں کو

ترے دندان و لب نے کر دیا بے قدر عالم میں
گہر کو، لعل کو، یاقوت کو، ہیرے کو، مرجاں کو

لڑا کر آنکھ اس سے ہم نے دشمن کر لیا اپنا
نگہ کو، ناز کو، انداز کو، ابرو کو، مژگاں کو

نہیں قلقل، دعا دیتا ہے شیشہ دم بدم ساقی
سبو کو، خم کو، مے کو، مے کدے کو، مے پرستاں کو

نہ ہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو، ابر کو، گل کو، چمن کو، صحن بستاں کو

بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو، دیو کو، جن کو، پری کو، حور و غلماں کو

ہمارا اور عالم ہم کو اس عالم سے کیا مطلب
کسی سے کیا غرض ہم کو کسی کو ہم سے کیا مطلب

تماشے سب جہاں کے ہم نے دیکھے ساغرِ مے میں
قسم آنکھوں کی ساقی ہم کو جامِ جم سے کیا مطلب

جراحت میں مرے کچھ نون مرچیں پیس کر بھر دو
کہ ہے یہ زخم عاشق کا اسے مرہم سے کیا مطلب

عرق آلودہ عارض تیرے دیکھوں اے گلستاں رو
مجھے کیا کام گلشن سے گل و شبنم سے کیا مطلب

سیہ بختی سے اپنی اس بلا کے پیچ میں آیا
وگرنہ دل کو میرے زلفِ خم در خم سے کیا مطلب

جو یہ سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہے قسمت میں
رہا ان کو ظفر پھر فکرِ بیش و کم سے کیا مطلب

نِکاتِ قُرآنیہ

تکرارِ آیات و مضامین کی حکمت

حافظ جلال الدین القاسمی

ولقد یسرنا القرآن للذکر الخ ویل یومئذ لکذبین۔ فبای اٰلاء الخ: بار بار دہرائی جاتی ہیں۔

(ا) **جواب**: ایک واقعہ کے متعدد پہلو ہوتے ہیں اور ہر پہلو کا ایک اہم نتیجہ ہوتا ہے۔ متعدد مقامات پر ایک ہی واقعہ کو ذکر کرنے سے ہر مقام کے مناسب ایک نیا فائدہ اور نتیجہ اخذ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ انھیں مقاصد و نتائج کی کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان واقعہ یا اس کے اجزاء میں تکرار اختیار کیا جاتا ہے۔ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ چیز مکرّر ذکر کی جارہی ہے لیکن غرض اور مقصد کے اعتبار سے وہ نئی ہوتی ہے۔

(۲) ظاہر ہے کسی کام میں ملکہ پابندی اور بار بار کی مشق کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ روزہ نماز اور دیگر عبادات کی تکرار کی وجہ یہ ہے کہ ہم اطاعت خداوندی کے خوگر ہو جائیں۔ اسی طرح مضامین قرآنیہ کی تکرار بھی ہے تا کہ یہ قلوب میں پوری طرح جم جائیں اور طبیعت انھی کے رنگ میں رنگ جائے۔

ہر نعمت کے ذکر پر فبای اٰلاء الخ: لایا گیا تا کہ ہر نعمت پر متنبہ ہو کر اللہ کا شکر بجالائے۔ اخروی آلام و محن بیان کر دیئے تا کہ اس کو سن ان امور سے پرہیز کریں ان امور کا ذکر بھی انعام ہے۔

ہوشیار باش

- اچھے لوگوں کی خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ انہیں یاد نہیں رکھنا پڑتا، وہ یاد ہی رہتے ہیں۔
- جس شخص کی نظر اپنے عیوب پر ہے وہ دوسروں کے عیب نہیں دیکھتا۔
- اپنے جسم کو ضرورت سے زیادہ مت سنوارو، اسے تو آگ یا مٹی میں مل جانا ہے سنوارنا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔ اپنی روح کو سنوارو کیونکہ اس نے اپنی رب کے پاس جانا ہے۔
- اگر آپ اپنے آپ کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہو تو، غصہ کو شہد کی طرح پی جاؤ
- تمہاری اولاد وہ نہیں سیکھے گی جو تم کہتے ہو۔ بلکہ وہ کرے گی جو تم خود کرتے ہو۔
- انسان کو بولنا سیکھنے میں دو سال لگتے ہیں۔ لیکن کون سا لفظ کہاں بولنا ہے یہ سیکھنے میں پوری زندگی گزر جاتی ہے!!

نصر بن یسار کہتے ہیں:

ہر چیز پہلے چھوٹی ہوتی ہے پھر بڑی سوائے مصیبت کے، یہ جب آتی ہے بڑی ہوتی ہے پھر چھوٹی ہو جاتی ہے۔
کسی چیز میں زیادتی اُس کی قیمت گھٹا دیتی ہے سوائے ادب کے، ادب میں زیادتی اسے قیمتی بنا دیتی ہے۔

عربی زَبان کا فروغ کیوں اور کیسے

عربی میں زَبان کو "لُغَت" کہتے ہیں جس کی جمع "لُغات" آتی ہے۔ لَغا یَلغوُ بمعنیٰ تَکلّم یعنی بولنا ہے۔ زبان انسان کے لئے ایک عظیم عطیّہ ربانی ہے اور زبانوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ شیخ محمد عبدُہٗ نے کہا "زبان فکر کی مُظہِر ہے اور اس کی ترجمان ہے۔" دنیا کی تمام زبانوں میں عربی وہ زبان ہے جسے خالقِ کائنات نے اپنے آخری رسول سے ہم کلام ہونے کے لئے منتخب فرمایا۔ مگر افسوس آج یہ زبان مسلمانوں کے لئے اجنبی بن کر رہ گئی ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں، جن میں دو وجوہات بہت اہم ہیں۔

(1) بَرسَرِ اِقتدار طبقے کی اس زبان سے بے توجّہی

(2) مدارسِ عربیہ کا ناقص طریقہ تدریس۔

عربی زبان دنیا کی چھ بڑی زبانوں میں شمار ہوتی ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں چینی، انگریزی وغیرہ کے بعد عربی زبان کا پانچواں نمبر ہے۔ عرب دُنیا کے تقریباً چالیس کروڑ افراد اس کو مادری زبان کے طور پر بولتے ہیں۔ فصاحَت اور بلاغَت کے اعتبار سے دُنیا کی کوئی زبان، عربی زبان کا مقابلَہ نہیں کرسکتی اور عربی رَسمُ الخَط خوبصورتی کے اعتبار سے دُنیا کا سب سے خوبصورت رسم الخط ہے۔ یہ سوال اکثر ذہن میں آتا ہے کہ جب بینَ الاَقوامی رابطے کی زَبان انگریزی ہے تو عربی زَبان کیوں سیکھی جائے؟ جواب یہ ہے کہ ہم کو عربی زَبان اس وجہ سے سیکھنی چاہئے کیوں کہ وہ منبعِ عُلومِ شَریعَت یعنی قُرآن وحدیث کی زبان ہے۔ دوسرے امتِ مسلمہ کے اکثر مَمالِک کی زَبان عربی ہے۔ اگر کوئی شخص کاروبار یا سِیاحَت کے لئے اُن مَمالِک میں جائے تو عربی زَبان اس کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی۔

شيخ الإسلام ابنِ تيميّة رحمه الله قال: " اعلم أنّ اعتياد اللغة يؤثر في العقلِ والخلقِ والدينِ تأثيراً قويّاً بيّناً ، ويؤثر أيضاً في مشابهةِ صدرِ هذه الأمّةِ من الصحابةِ والتابعين، ومشابهتهم تزيد العقلَ والدينَ والخلقَ، وأيضاً فإنّ نفس اللغة العربية من الدين، ومعرفتها فرضٌ واجبٌ، فإنّ فهم الكتاب والسنّة فرضٌ، ولا يُفهم إلاّ بفهم اللغة العربية، وما لا يتمّ الواجب إلاّ به فهو واجب"۔

ابنِ تیمیہ کے مذکورہ قول کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی زبان انسان کے اندر آتی ہے تو اپنے پورے لَوازِم کے ساتھ آتی ہے۔ اور اس سے آدمی کی عقل، اخلاق اور دین کے اوپر زَبَردَست اَثَر پڑتا ہے۔ اور عربی زبان کا علم واجِب ہے کیونکہ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ بغیر عربی زبان کے علم کے ممکن نہیں۔ اور شریعت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس سے واجب کی تکمیل ہوتی ہے وہ بھی واجب ہوتی ہے۔

اسلام میں اَذکار اور دیگر عبادات اس زبان کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔ قرآنی اَحکامات ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں اور انہیں سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہ سب کیسے ہو گا جب کہ ہمیں عربی ہی نہیں آتی اور اس کے سیکھنے کے لئے بھی ہم تیار نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اُندلُس میں اسلامی تہذیب عروج پر رہی جب تک عربی زبان وادب کا عروج رہا۔ آج پوری دنیا میں 61 اسلامی مَمالک ہیں، مگر ان میں سے صرف 25 اسلامی مَمالک کی سرکاری زبان عربی ہے اور بقیہ 36 کی زبانین غیر عربی ہیں اور ان کی زبان عربی نہ ہونے کی وجہ سے یہ انگریزوں، فرانسیسیوں اور روسیوں کے ہاتھوں کی کَٹھ پُتلی بنے ہوئے ہیں۔ رَہا ترجمے سے کام چلالینا، تو کسی زبان میں بھی قرآن کا ترجمہ اللہ کے کلام کے الفاظ کی جگہ نہیں لے سکتا۔ نیز ہر زبان کے ہر لفظ کے اندر ایک مُختلف ذائقہ، جَذبہ اور خوبصورتی چھُپی ہوئی ہوتی ہے جسے ترجمے سے مکمل طور پر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اس زبان کی اہمیت کا اندازہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ سے لگایا جاسکتا ہے: اللہ نے ارشاد فرمایا: قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (28)(سورۃ الزمر:39)

ترجمہ: ہم نے انہیں عربی زبان میں قرآن عطا فرمایا جس میں کوئی کجی نہیں ہے تا کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ یعنی اللہ نے قرآن کو ایسی زبان میں نازل کیا ہے جس مین کوئی لِسانی عیب بھی نہیں ہے جبکہ دنیا کی ہر زبان پر کسی نہ کسی طرح اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا: بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (195)(سورۃ الشعراء:26)

ترجمہ: شگفتہ (صاف صاف یا روشن اور واضح) عربی زبان میں۔

یعنی کلامِ الٰہیٰ کے بلند ترین حقائق اور عمیق ترین نکات کا بیان کرنا صرف عربی زبان ہی میں ممکن تھا۔

سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب "ستیارتھ پَرکاش" (جس کا جواب "حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش" کے نام سے مولانا ثناءُاللہ امرتسری ؒ نے دے دیا ہے۔) میں لکھا ہے کہ سیکڑوں سال پہلے مہابھارت کے دور مین بھی عربی زَبان پائی جاتی ہے اور کوروا ور پانڈؤں کے درمیان ہونے والی جنگ میں عربی زَبان کا استعمال ہوا تھا۔ ہمارے ملک ہندوستان نے عربی زبان کے فروغ میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔

ہندوستان کے مشہور ادارہ دائرۃ المعارف عُثمانیہ نے عربی کتابیں اور مَخطُوطات اس زمانے میں شائع کئے جب عربوں کے پاس پرنٹنگ پریس نہیں آیا تھا۔ ضروری ہے کہ تمام اسکولوں میں ایس انظامِ تعلیم تشکیل دیا جائے جو مسلمانوں کو اپنے دینی اساس سے مربُوط رکھے اور یہ زبان صرف مُسلمانوں کو سیکھنا ضروری نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانون کو سیکھنا ضروری ہے کیونکہ قرآن صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ رہا عربی زبان کے فروغ کا معاملہ تو یہ قرآن ہی کی طاقت ہے جس نے عربی زبان کو اپنے مقام سے ہلنے نہیں دیا۔ اور آج اگر بَفَرضِ مَحال ہمارے نبی محمد ﷺ تشریف لے آئیں اور وہ بات کریں تو ہر عربی جاننے وال آپ کی بات کو سمجھنے میں کوئی دُشواری محسوس نہیں کرے گا جبکہ دیگر زبانوں کا یہ حال نہیں۔ مثلاً آج سے 500 سال پہلے انگریزی زبان میں چاسَر کی زبان کو بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے پروفیسر بھی سمجھنے سے عاجز ہو جائیں گے۔

عربی زبان ایک منظم زبان ہے جس میں ھمزہ کو چھوڑ کر کُل 28 حروف ہیں جن مین 14 حروف قمری ہیں جن کا مجموعی عربی میں " اِبغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقيمَہ ہے" اور اردو میں اس کا مجموعہ "حق کا خوف عَجَب غم ہے" ہے۔ بقیہ 14 حروف حروفِ شمسیہ کہلاتے ہیں۔ عربی زبان کو لغتُ الضاد بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی کسی زبان میں بھی "ضاد" کے تلفظ کا حرف نہیں پایا جاتا ہے۔

قرآن کے اشرف و اَفضَل ہونے کی دلیل یہ آیتِ کریمہ بھی ہے: وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (103)(سورۃ النحل:16)

ترجمہ: اور ہم جانتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) کو ایک آدمی سکھا کر جاتا ہے، وہ جس کی طرف سکھانے کو منسوب کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو بہت واضح عربی زبان ہے۔ یعنی بعض غلام تھے جو تورات وانجیل سے واقف تھے، پہلے وہ عیسائی یا یہودی تھے، پھر مسلمان ہو گئے ان کی زبان میں بھی روانی نہ تھی۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فلاں غلام، محمد کو قرآن سکھاتا ہے۔ مکہ میں کچھ عجمی غلام تھے۔ ان کے نام تفسیر کی کتابوں میں جبر، یسار، عائش، یعیش وغیرہ آئے ہیں۔ اس ضمن میں سلمان فارسی کا نام بھی لیا گیا ہے جو بعد کو مسلمان ہو گئے۔ یہ غلام یا یہودی تھے یا نصرانی۔ اس بنا پر وہ قدیم آسمانی مذاہب، یہودیت اور نصرانیت کے بارے میں معلومات رکھتے تھے۔ ان میں سے کسی کی کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ اس طرح کی ملاقاتوں کو بنیاد بنا کر قریش کے لیڈروں نے کہا کہ عجمی لوگ محمد کو کچھ باتیں بتا دیتے ہیں اور وہ ان کو خدائی کلام بتا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ یہ جس آدمی، یا آدمیوں کا نام لیتے ہیں وہ تو عربی زبان بھی روانی کے ساتھ نہیں بول سکتے، جب کہ قرآن تو ایسی صاف عربی زبان میں ہے جو فصاحت وبلاغت اور اعجاز بیان میں بے نظیر ہے اور چیلنج کے باوجود اس کی مثل ایک سورت بھی بنا کر پیش نہیں کی جاسکتی، دنیا بھر کے عالم فاضل اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ عربی اس شخص کو عجمی (گونگا) کہتے تھے جو فصیح وبلیغ زبان بولنے سے قاصر ہوتا تھا اور غیر عربی کو بھی عجمی کہا جاتا ہے کہ عجمی زبانیں بھی فصاحت وبلاغت میں عربی زبان کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

(18، اکتوبر 2017 بعد نمازِ عشاء، مسجد اہلحدیث گولڈن نگر میں شیخ جلال الدین القاسمی کی ایک تقریر کی تحریری شکل ہے۔)

گناہ

عبدالغفار سلفی

گناہ ایک قسم کا بوجھ ہے جو گناہ گار شخص اپنے دل پر لے کر جیتا ہے، ایک زخم اور ناسور ہے جو انسان کی روح کو چھلنی کر ڈالتا ہے، ایک بے کلی اور بے چینی کا نام ہے جو آدمی کو سکون سے محروم رکھتی ہے. گناہ انسان کو اللہ کی رحمتوں سے دور کرتا ہے، اس کے غضب وعقاب کا سزاوار بناتا ہے. گناہ گار نہ دنیا ہی میں سرخرو ہوتا ہے نہ آخرت میں کامیابی حاصل کر سکے گا. گناہ موجب لعنت اور وبال ہے. گناہ کرنے والا درحقیقت شیطان کے مشن کو کامیاب بناتا ہے اور اسی کی طرح اپنے آپ کو بھی ذلیل وخوار اور مردود ومطرود بنالیتا ہے.

گناہ ابلیس نے بھی کیا، غلطی آدم سے بھی ہوئی. فرق یہ رہا کہ ابلیس گناہ پر مصر رہا اور آدم نے بارگاہ الہی میں رجوع کیا. ابلیس نے اپنی غلطی کے حق میں دلیلیں دیں اور آدم نے صدق دل سے اپنی خطا کا اعتراف کیا.. نتیجہ یہ ہوا کہ ابلیس رانده درگاه ہوا اور آدم مقربین میں شمار ہوئے. آیئے ہم بھی ابلیسیت چھوڑیں آدمیت اختیار کریں. سچی توبہ کر کے اپنے سیآت کو حسنات میں تبدیل کر لیں.

دل کی بیماری

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب الفوائد میں فرماتے ہیں:

"القلب يمرض كما يمرض البدن، وشفاؤه في التوبة، والحمية، ويصدأ كما تصدأ المرآة، وجلاؤه بالذكر، ويعرى كما يعرى الجسم وزينته التقوى، ويجوع ويظمأ كما يجوع البدن، وطعامه وشرابه المعرفة والمحبة، والتوكل، والإنابة، والخدمة"

جس طرح بدن بیمار ہوتا ہے اسی طرح دل بھی بیمار ہوتا ہے اور دل کی شفایابی توبہ اور گناہوں سے پرہیز میں ہے. جس طرح شیشہ گرد آلود ہوتا ہے اسی طرح دل پر بھی دندھلاپن طاری ہوتا ہے اور اس کی صفائی ذکر الہی میں ہے. جس طرح جسم عریاں ہوتا ہے اسی طرح دل بھی ننگے پن کا شکار ہوتا ہے اور اس کی زینت تقوی ہے. جس طرح بدن کو بھوک وپیاس محسوس ہوتی ہے ویسے ہی دل بھی بھوکا پیاسا ہوتا ہے اور دل کا کھانا پینا یہ ہے کہ اسے اللہ کی معرفت، محبت، توکل حاصل ہو، وہ اللہ کی طرف رجوع کرے اور اسی کی اطاعت وخدمت کرے.

امام ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انسان جب اپنے دل کی بیماری پر توجہ نہیں دیتا تو سزا کے طور پر اس کے دل کا مرض اور بڑھا دیا جاتا ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی) (البقرۃ:10)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دل کی بیماری کی یہ سزا مال، اہل وعیال اور اولاد کو کھونے سے بھی بڑی سزا ہے.

اکثر لوگ اس سلسلے میں غافل ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سزا صرف ظاہری چیزوں میں ہی ملتی ہے جیسے جسم میں، مال میں، اولاد میں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دل کے مرض اور بگاڑ کی سزا ان سب چیزوں سے زیادہ خطرناک اور بڑی سزا ہے. بہت سارے لوگوں کے دل اس قدر مردہ ہو جاتے ہیں کہ وہ دنیاوی چیزوں کو تو محسوس کر کے خوف ودہشت میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن گناہ اور نافرمانی کے کاموں کو انجام دے کر کبھی نہیں لرزتے اور کانپتے..... .

احکام من القرآن الکریم، جلد 1 ص: 87

ایک علمی بات جو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی فقاہت اور علم کی گہرائی پر دلالت کرتی ہے

امام احمد رحمہ اللہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جنازے میں جائے اور وہاں کوئی برائی دیکھے جسے وہ ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ شخص جنازے سے واپس نہیں آئے گا. اسی طرح امام احمد نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ اگر آدمی کو کسی شادی کے ولیمے میں دعوت ملے اور وہاں کوئی ایسی برائی دیکھے جسے ختم کرنے پر وہ قادر نہیں ہے تو ایسا شخص وہاں سے لوٹ آئے گا.

علامہ ابن القیم نے اپنے استاذ علامہ ابن تیمیہ سے اس فرق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ایک لطیف فرق کا استنباط کرتے ہوئے فرمایا: یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ جنازے میں اصل حق میت کا ہوتا ہے، اس حق کو زندوں کی برائی کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا جب کہ ولیمہ میں حق صاحب خانہ کا ہوتا ہے، جب اس نے کوئی برائی انجام دی تو اپنا حق کھو دیا.

اعلام الموقعین 276/4

متقی ہونے کی پہچان

امام غزالی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا:

يستدل على تقوى المؤمن بثلاث حسن التوكل فيما لم ينل وحسن الرضا فيما قد نال وحسن الصبر فيما قد فات

مؤمن کے متقی ہونے کی تین پہچان ہے.

۱- جو چیز ابھی اسے ملی نہیں ہے اس کے سلسلے میں اللہ کی ذات پر بہترین توکل اور بھروسہ

۲- جو چیز مل چکی ہے اس کے سلسلے میں اللہ کے فیصلے پر مکمل رضامندی

۳- جو چیز ملنے کے بعد چلی گئی ہے اس کے سلسلے میں بہترین صبر

(عربی سے اردو ترجمانی: عبدالغفار سلفی، بنارس)

آپ کے سوالات اور مقبول احمد سلفی کے جواب

از مقبول احمد سلفی
اسلامک دعوۃ سنٹر، شمالی طائف (مسرہ)

سوال (1): بڑھاپے میں دو نمازوں کو اکٹھا کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب: اہل علم نے دو نمازوں کو جمع کرنے کے چھ اسباب ذکر کئے ہیں وہ سفر، بارش، کیچڑ اندھیرے کے ساتھ، بیماری، عرفہ اور مزدلفہ ہیں۔ بڑھاپا بھی مرض ہی ہے، بڑھاپا ایسا ہو کہ اپنے وقت پہ نماز ادا کرنا آسان ہو تو پانچوں نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کریں گے لیکن اگر نمازوں کو اپنے وقت پہ پڑھنے میں مشقت ہو تو دو نمازیں جمع تقدیم یا جمع تاخیر سے ادا کر سکتے ہیں۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی بڑی عمر کا عاجز شخص ہے تو ظہر وعصر کو ایک وقت میں اور مغرب وعشاء کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے میں اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ ہر نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے سے عاجز ہے۔ (موقع شیخ ابن باز، حکم صلاۃ المتقدمین فی السن الذین یصلونھا فی غیر وقتھا)

سوال (2): کیا غیر مسلم رفاہی ادارے کے ذریعہ مسلم لڑکیوں کی شادی کرائی جا سکتی ہے ؟یہ شادیاں ایک محفل میں اجتماعی صورت میں ہوتی ہیں اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب: بہت سارے ممالک میں غیر مسلموں میں بھی ایسے فلاحی ادارے ہیں جو مسلم وغیر مسلم کی تفریق کئے بغیر سماجی کام کرتے ہیں، اگر یہ ادارے مخلص ہوں یعنی اس کے پیچھے کوئی دھوکہ نہ ہو اور حلال پیسوں سے غریبوں کا تعاون کرتے ہوں تو غریب مسلمانوں کو ان اداروں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی غریب بچی کی شادی کرنی ہو تو اس قسم کے مخلص اداروں سے تعاون لیا جا سکتا ہے۔ ہاں اجتماعی صورت میں شادی ہو تو یہ خیال کرنا پڑے گا کہ وہاں فحش ومنکر نہ ہو۔

سوال (3): فاسق و فاجر کسے کہتے ہیں اور ان دونوں میں کیا فرق ہے ؟

جواب: فاسق فسق سے بنا ہوا ہے اور فسق کہتے ہیں اللہ کی اطاعت سے نکل جانا، اس طرح فاسق کا معنی ہوا، معصیت اور کبیرہ گناہوں کے ذریعہ اللہ کی اطاعت سے نکل جانے والا۔

فاجر، فجور سے ہے یہ بھی معصیت ونافرمانی اور کبائر کا نام ہے مگر فسق سے زیادہ شدید ہے جیسے حدیث میں جھوٹ کے متعلق ذکر ہے «الکذب یھدی الفجور» یعنی جھوٹ فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور جھوٹ اسلام میں شدید قسم کی معصیت ہے مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور جو جھوٹ بولتا ہے اسے ہدایت نہیں ملتی۔ اس طرح فاجر کا معنی ہوگا معصیت اور کبائر کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی سے نکلنے والا۔ فاسق وفاجر میں ایک فرق شدت گناہ کا ہے تو دوسرا فرق فاجر، فاسق کے مقابلہ میں گناہ پر مصر رہنے والا ہے۔

سوال (4): بنگلور میں مسلمانوں کی امبیٹینڈ نام سے ایک کمپنی ہے وہ شیئر مارکیٹ اور زمینات میں رقم لگاتی ہے یا حلال چیزوں میں انوسٹ کرتی ہے، اس کمپنی میں ایک لاکھ روپیہ لگانے سے ماہانہ گیارہ سے تیرہ ہزار منافع ملتا ہے کیا اس میں انوسٹ کرنا جائز ہوگا؟

جواب: امبیٹینڈ کمپنی اگر ایسے شیئر مارکیٹ میں پیسہ لگاتی ہے جس کا کاروبار سود سے پاک اور حلال چیزوں کا ہے یا جہاں کہیں بھی انوسٹ کرتی ہے وہ حلال چیز یا حلال کام ہے تو آپ کا اس کمپنی میں انوسٹ کرنا جائز ہے اور طے شدہ منافع لینا بھی جائز ہوگا بشرطیکہ نقصان کی صورت میں اس میں شریک رہا جائے۔

سوال (6): کیا یہ حدیث صحیح ہے ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سفید بال نہ چنا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن نور ہوں گے۔ جس شخص کا جو جو بال سفید ہوتا گیا اس کے بدلے میں اللہ تعالی اس کیلئے ایک نیکی لکھیں گے، ایک گناہ معاف کریں گے اور ایک درجہ بلند کریں گے۔ (ابن حبان عن ابی ہریرۃؓ)

جواب: ہاں یہ حدیث صحیح ہے، شیخ البانی نے اسے صحیح الجامع میں، صحیح ابوداؤد میں اور صحیح الترغیب وغیرہ میں صحیح کہا ہے۔ متن وترجمہ پیش ہے۔

لا تنتِفوا الشَّیبَ ما من مسلمٍ یشیبُ شیبةً فی الإسلامِ إلَّا کانت لہُ نورًا یومَ القیامةِ إلَّا کتبَ اللَّہُ لہُ بِھا حسنةً وحطَّ عنہُ بِھا خطیئةً (صحیح أبی داود: 4202)

ترجمہ: سفید بال مت نوچا کرو جس کسی مسلمان کے بال حالت اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور کا باعث ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ دور کرتا ہے۔

سوال (7): میرا امتحان ڈھائی بجے سے پانچ بجے تک ہے اس دوران عصر کا وقت ہوجارہاہے ، کیا میں ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ سکتا ہوں ؟

جواب: امتحان ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے دو نمازوں کو آپ جمع کر سکتے ہیں، آپ اپنے امتحان میں شریک ہو جائیں اور امتحان دینے کے بعد جب فارغ ہوں اس وقت عصر کی نماز پڑھ لیں۔ عصر کا وقت سورج ڈوبنے کے وقت تک رہتا ہے۔

سوال (8): خوشی کے موقع پر بچوں کو پھول پہنانا کیسا ہے مثلا حفظ قرآن کی تکمیل کے وقت؟

جواب: کسی کی اچھی کارگردگی پر بطور تشجیع پھولوں کا ہار، سرٹیفیکیٹ، اوارڈ اور نقود وغیرہ پیش کئے جائیں تو میرے خیال سے اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر پھولوں کا ہار پہنانے میں کوئی مخصوص رسم ادا کی جاتی ہے یا اس میں کسی غیر قوم کی مشابہت اختیار کی جاتی ہے تو پھر اس صورت میں اسے ترک کر دینا اولی ہے۔

سوال (9): ایک سے زائد بیویاں ہوں تو شوہر کی خدمت تمام بیویاں ہمیشہ کرتی رہیں یا جسکی باری ہو وہی اپنے وقت پر خدمت کرے؟

جواب: باری مقرر کرنا حق زوجیت کی ادائیگی کے لئے ہے جبکہ شوہر کی خدمت بیویوں کے ذمہ ہمہ وقت واجب ہے اسے کسی ایک وقت سے یا کسی ایک بیوی کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا ہے۔

سوال (10): جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی فضیلت میں جس نور کا ذکر ہے اس نور سے کیا مراد ہے؟

جواب: جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت سے نور نصیب ہوتا ہے، اس کا ذکر کسی صحیح احادیث میں ہے مثلا

☆ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

من قرأ سورةَ الکھفِ یومَ الجمعةِ أضاء لہ النُّورُ ما بینَہ وبین البیتِ العتیقِ (صحیح الجامع: 6471)

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف پڑھی اس کے اور بیت اللہ کے درمیان نور کی روشنی ہو جاتی ہے۔

☆ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قرأ سورةَ الکھفِ فی یومِ الجمعةِ، أضاء لہ من النورِ ما بین الجمُعتَینِ (صحیح الجامع: 6470)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن سورۃ الکھف پڑھے، اس کیلئے دونوں جمعوں (یعنی اگلے جمعے تک) کے درمیان ایک نور روشن کر دیا جائے گا۔

☆ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (صحیح الترغیب للالبانی : 736)۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۃ الکھف پڑھی اس کے اور بیت اللہ کے درمیان نور کی روشنی ہو جاتی ہے۔

یہاں نور سے مراد نور ہدایت ہے اس ہدایت کے نور سے معاصی اور منکرات سے آدمی بچتا رہے گا۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے «نور ما بین الجمعتین» کے متعلق کہا ہے کہ اس کا اثر اور ثواب برابر تمام ہفتے جاری وساری رہے گا۔

سوال (11): عورت کو کتنے کپڑوں میں کفن دینا ہے اور ان کپڑوں کا نام کیا ہے ؟

جواب: عورت کو بھی مردوں کی طرح تین چادروں میں دفن کیا جائے گا، عورت ومرد کے کفن میں فرق کرنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ ابو داؤد میں پانچ کپڑوں سے متعلق ایک روایت ہے جسے لیلیٰ بنت قائف ثقفیہ بیان کرتی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثوم کو غسل دیا تھا۔ اس روایت کو شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ضعیف قرار دیتے ہیں اور شیخ البانی نے بھی ضعیف کہا ہے۔ دیکھیں:)ضعیف أبی داود: 3157)

اس لئے شیخ البانی نے احکام الجنائز میں عورت ومرد کے لئے یکساں کفن بتلایا ہے اور کہا کہ فرق کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شرح ممتع میں ذکر کرتے ہیں کہ عورت کو مرد کی طرح کفن دیا جائے گا یعنی تین کپڑوں میں، ایک کو دوسرے پر لپیٹ دیا جائے گا۔

سوال (12) کیا کسی شخص کے انتقال پر تعزیتی مجلس قائم کرنا یا کسی زندہ شخص کی حیات وخدمات پر سیمینار کرنا اسلام میں جائز ہے ؟

جواب: کسی کی تعزیت پہ مجلس قائم کرنا بدعت میں سے ہے، نبی ﷺ کا واضح فرمان ہے: کنَّا نری الاجتماعَ إلی أھلِ المیِّتِ وصنعةَ الطَّعامِ منَ النِّیاحة (صحیح ابن ماجه: 1318)

ترجمہ: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

اور کسی ایسے زندہ آدمی کی حوصلہ افزائی کرنا جن کی قابل قدر خدمات ہوں دعوت دے کر اور کچھ لوگوں کو جمع کر کے اس میں حرج نہیں ہے، یہ بلا واتعریف کے پل باندھنے کے لئے نہیں بلکہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے تشجیعی اکرام سے نوازنے کے لئے ہو مگر جن کی خدمات نہ ہو صرف تعریف اور دنیاوی مفاد کے لئے تقریب یا اجلاس کرنا جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے منہ پر کسی کی تعریف کرنے سے منع کیا ہے اور جس شخص کی جھوٹی تعریف کی جائے وہ کتنا قبیح ہوگا؟۔

سوال (13): اگر میں نے کچی پیاز کھالی ہو اور نماز کا وقت ہوگیا ہے تو کیا کروں یا پیاز کھانے کے کتنی دیر بعد مسجد میں جاسکتے ہیں ؟

جواب: کچی پیاز کھا کر مسجد آنا منع ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من أکلَ من ھذِہ الشَّجرةِ فلا یقربنَّ مسجدَنا ولا یؤذینَّا بریحِ الثُّومِ (صحیح مسلم: 562)

ترجمہ: جو شخص اس درخت سے کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور لہسن کی بو سے ہم کو تکلیف نہ پہنچائے۔

اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے جب تک بدبو باقی رہے مسجد سے دور رہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نماز چھوڑ دے، کہیں پر نماز ادا کر لے۔

سوال (14): مہر کے طور پر پلاٹ، گھر، زیور وغیرہ کا مطالبہ کرنا یا پیپر پہ لکھوانا جائز ہے ؟

جواب: مہر لڑکی کا حق ہے جو شوہر کے ذمہ ہے اس میں لڑکی والوں یا لڑکے والوں کو دخل نہیں دینا چاہئے۔ لڑکی چاہے تو معاف بھی کر سکتی ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔ مہر میں بڑی رقم کا مطالبہ کرنا یا پلاٹ، گھر اور زیور کا جبرا مطالبہ کرنا لڑکی والوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ لڑکے کو جو میسر ہو وہ مہر کے طور پر دے سکتا ہے اس میں جبر نہیں کیا جائے گا اور مہر کی گرانی کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: خیرُ الصَّداقِ أیسرُہ (صحیح الجامع: 3279)

ترجمہ: بہتر حق مہر وہ ہے جو زیادہ آسان ہو۔

لہذا مہر کے معاملہ آسان رہے اسے لڑکے یا اس کے گھر والوں پر بوجھ نہ بنائے جس کی آدائیگی اس کے لئے مشکل ہو۔

سوال (15): مرد میت کو تابوت پر رکھ کر اسے ڈھانک کر لے جانا ضروری ہے ؟

جواب: ویسے مرد کو کفن میں لپیٹنے کے بعد تابوت پر رکھ کر بغیر چادر سے ڈھکے بھی قبرستان لے جا سکتے ہیں اور چادر سے ڈھک کر لے جانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ عورت کے حق میں بہتر ہے کہ تابوت پر پردہ ڈال کر لے جایا جائے کیونکہ وہ ستر کی چیز ہے۔

سوال (16): جو خودکشی کرلے کیا وہ سایہ بن کر لوگوں کو پریشان کرتا ہے ؟

جواب: ایسا عقیدہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ کافروں کے یہاں پایا جاتا ہے۔ موت خواہ طبعی ہو یا خودکشی دونوں صورت میں اچھی بری روحوں کی الگ الگ جگہیں ہیں جہاں وہ رہتی ہیں۔ اس لئے ایسا عقیدہ رکھنا کہ خودکشی کرنے والوں کی روح دنیا میں ہی بھٹکتی رہتی ہیں یا سایہ بن کر لوگوں کو پریشان کرتی ہیں باطل عقیدہ ہے۔

سوال (17): قضا نماز کی ادائیگی کے وقت اقامت کہنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب: نماز کے لئے اقامت کا حکم مشروعیت کا ہے یعنی اقامت واجب نہیں ہے بغیر اقامت کے بھی نماز ہو جائے گی مگر مشروع یہ ہے کہ نماز قضا ہو یا ادا اقامت کہے خواہ اکیلے ہو یا جماعت سے۔

سوال (18): آج کل بہت ساری مصنوعات میں چارکول استعمال کیا جاتا ہے اس کے نتائج بہتر ہیں میرا سوال یہ ہے کہ چارکول مکس مصنوعات مثلا پیسٹ ، ماکس وغیرہ استعمال کرسکتے ہیں؟

جواب: اشیاء میں اصل اباحت ہے، چارکول (کوئلے) سے اگر پیسٹ تیار کیا جائے یا ادویہ بنائے جائیں یا پھر مصنوعات تیار کئے جائیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ نقصان دہ نہ ہو۔

انگلش گرامر

ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی (لیکچرار آر ایم پٹیل جونیئر کالج)

(USED TO کے استعمالات) USES OF USED TO

(1) Used(to) خِلافِ معمول استعمال ہوتا ہے۔اس کی انکاری شکل usedn't اور سوالیہ شکل used we(he,she,etc.) ہوتی ہے۔ tag-questions اور عام جوابات میں بہر حال اکثر did ہی Used(to) کی جگہ لیتا ہے۔

<u>(1) Used is anomalous. It has the negative usedn't and the interrogative used we(he, she, etc.) In tag-questions and responses, however, did often replaces used.</u>

(a) There *used* to be a building here before the war.
(b) She *used* to play chess before her marriage.
(c) People *used* to think that the sun travelled round the earth.
(d) Life is not so hard as it used to be.
(e) We *used* to enjoy their pleasant company.
(f) They *used* to go swimming every morning.
(g) She *used* to go to the temple every morning.
(h) I *used* not to smoke; I took it up only a year ago.
(i) You *used* to smoke a pipe, usedn't you?

لیکن didn't use to بھی استعمال کیا جاتا ہے، جیسے:

But *didn't use to* is also found; as,

(a) I think I know that man. *Didn't* he *use to* keep a car?

(۲) Used(to) بمعنیٰ be accustomed to (کا خوگر ہونا، کا عادی ہونا، سے مانوس ہونا، کو بکثرت عمل میں لانا) مستعمل ہے، جیسے:

(2) <u>Used to = be accustomed to ; as</u>,

(a) He's not *used to* hard manual labour.
(b) I'm not *used to* a hot climate.
(c) I am not *used to* this kind of treatment.
(d) I am not *used to* walking long distances.
(e) They soon got *used to* living in the country.
(f) I am not *used to* drinking tea without any sugar in it.

(3) Used(to) اور would درمیان ایک لطیف فرق کو بھی ملحوظ رکھیں۔ would کا استعمال ماضی کے اُن اَحوال کے اِظہار میں نہیں کیا جاتا جو حال میں صحیح یا دُرست نہیں یا جن کا حال میں واقع ہونا بند ہو چکا ہے۔

(3) Difference in the use of 'Would' and 'Used to':

'Used to' and 'would' both refer to habitual actions in the Past However with'would' it is necessary to have an already established Past time-frame. For example 'years ago', 'when I was a child', etc. or a previous occurrence of 'used to'.
e.g. My grandmother used to make rangolis and we, children, would gather around her.
Furthermore, 'would' is not used to refer to states in the past which are no longer true.
e.g. (a) This road used to be a narrow lane years ago.
('Would' is impossible here.)
(b) I used to live in a slum. ('Would' is impossible here as well.)

نوٹ: ابصار کے پچھلے شمارے میں <u>(A) May as a principal Verb is used to denote</u> :- سہواً لکھا گیا تھا۔مندرجہ ذیل طریقے سے تصحیح فرمالیں۔

(A) <u>*May* as an Auxiliary Verb is used to denote</u> :-
(B) <u>*May* as an Auxiliary Verb is also used to denote</u> :-

ماہنامہ ابصار انعامی مقابلہ نمبر ۴
Absaar Monthly Quiz Contest No. 4

پہلا انعام: سو روپئے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یو وَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

دوسرا انعام: پچاس روپئے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یو وَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

تیسرا انعام: ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یو وَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

چوتھا انعام: ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

محترم قارئین! ماہنامہ ابصار انعامی مقابلہ نمبر 1 کے کُل 36 جوابی کارڈس موصول ہوئے، جن میں سے 13 لوگوں کے جوابات مکمّل طور پر دُرست تھے۔ لِہٰذا اس ماہ کے خوش قسمت انعام یافتہ قارئین کے نام ہیں: (1) صدف آفرین قاضی، دھولیہ (2) خالد شیخ مختار محمد، اورنگ آباد (3) عافیہ بی لطیف، پونے (4) ماریہ صدیق شاہ، جلگاؤں

گُزشتہ ماہ کے دُرست جوابات: (1) کُتّا (2) 13 (3) کُتّا (4) تعقید (5) مُقیم اَثَر بیاولی (6) 400 مِثقال چاندی، 1.7 کلو گرام چاندی (7) ہُدہُد (8) مچھر (9) گدھی (10) حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

اس ماہ کے سوالات

ماہنامہ ابصار
انعامی مقابلہ نمبر 4

(1) can کا استعمال مندرجہ ذیل میں سے کس چیز کے لئے نہیں ہوتا ہے؟
(الف) استعداد (ب) اجازت (ج) تمنّا

(2) گوگل نے بچوں کے لئے ایک بالکل الگ سرچ انجن بنایا ہے اس کا نام کیا ہے؟
(الف) کِڈل (ب) چِلڈرن (ج) کِڈ ذیُوب

(3) مندرجہ ذیل میں سے بے جوڑ لفظ کو الگ کیجئے۔
(الف) بکری (ب) خنزیر (ج) بھیڑیا

(4) مالی ایک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے جس کی راجدھانی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔
(الف) غریب مُلک، بیمیکو (ب) رَیاست، کچھ بھی نہیں (ج) ایسا علاقہ، اب تک مقرر نہیں کی گئی

(5) مندرجہ ذیل شعر کس شاعر کا ہے؟
یہ کون آیا شَبِستاں کے خواب پہنے ہوئے۔ ستارے اوڑھے ہوئے مہتاب پہنے ہوئے
(الف) سلیم کوثَر (ب) اَصغَر گونڈوی (ج) ساقی فاروقی

(6) ' ماجَرا ' کا معنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا ہے۔
(الف) سر گُزشت (ب) حال کی بات (ج) حال میں وقوع پذیر ہو رہے واقعات

(7) 'جیسے نظر آنا چاہتے ہو ویسے بن جاؤ'، یہ قول کس کی جانب منسوب کیا جاتا ہے؟
(الف) سقراط (ب) ارسطو (ج) افلاطون

(8) قرآن میں ہاتھی کا ذکر کتنی مرتبہ آیا ہے؟
(الف) ایک (ب) دو (ج) چار

(9) ہاتھی کے دماغ کا اوسط وزن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کلو گرام ہوتا ہے۔
(الف) پانچ کلو کے قریب (ب) دس کلو کے قریب (ج) بارہ کلو

(10) حمار کی جمع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔
(الف) حمیر (ب) حُمُر (ج) اَحمَرَہ بشُمول الف اور ب

نوٹ: تمام سوالات کے جوابات اخبار ابصار کے پچھلے شماروں سے حاصِل کئے جاسکتے ہیں۔ درج بالا سوالات کے نمبر لکھ کر صرف اور صرف جوابات پوسٹ کارڈ پر ٹوکن کے ساتھ اپنا پورا نام، پتہ، موبائل نمبر لکھ کر اخبار ابصار کے پتے پر روانہ کریں۔ مَقامی حضرات پیر سے سنیچر کے دن صبح 9 بجے سے دوپہر 1 بجے کے درمیان اپنے حَل دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، نزد این سی پی آفس، مشاوَرَت چوک (مالیگاؤں) میں آ کر جمع کروائیں اور انعام یافتہ قارئین اپنے انعامات وُصول کریں۔ زائد حَل ملنے کی صورت میں چار مکمّل درست جوابات پر قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات دئے جائیں گے۔ اپنے جوابات ہمیں 15، نومبر تک روانہ کریں، اس کے بعد آنے والے جوابات قبول نہیں کئے جائیں گے۔ انعامات کا اعلان نومبر کے آخری ہفتے میں شائع ہونے والے اگلے شُمارے میں کیا جائے گا۔ ادارہ کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

خُصوصی اطلاع

قارئین اخبار کے مختلف گوشوں کے لئے اپنے غیر طبع شُدہ مُراسلات، تحقیقی مقالات اور اپنی تخلیقی کاوشیں ہمارے ای میل یا وھاٹساپ پر اپنے مکمل نام اور پتے کے ساتھ بھیجیں۔

ABSAARAKHBAR@GMAIL·COM 8657323649

اخبار ابصار گھر بیٹھے حاصِل کیجئے

اخبار ابصار ہر ماہ بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے ہمارہ واٹس اَپ نمبر 8657323649 پر اپنا مکمل نام و پتہ انگریزی میں ارسال فرمائیں۔ اور ہمارے جوابی واٹساپ پر ارسال کردہ بینک اکاؤنٹ پر سالانہ زرِتعاون (100 روپئے) ڈپازٹ کرواکر اطلاع کریں یا ہمارے مندرجہ ذیل پتے پر منی آرڈر کردیں ۔(ادارہ)

Akhbar Absaar , S. NO. 65/3, Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(Nashik) 423203

تفسیر قرآن کا کام جاری ہے

جلال الدین القاسمی

16 اکتوبر 2017 کو دوپہر ساڑھے تین بجے عالَمِ اسلام کے نامور مُحقّق و مُفسّر، شیخ ابن باز کے کاتِب اور جامعة المَلِك السعود کے اُستاذ **فضيلة الشيخ محمد لقمان السَلَفی** جنکو سعودی عَرَب کی قومیت حاصل ہے اُنکا فون مجھے آیا۔ میری حیرت کی اِنتہا نہ رہی۔ شیخ نے کہا، "میں نے آپ کا نمبر تلاش کیا، پھِر آپ کو فون کر رہا ہوں۔ میں نے بس ابھی آپکی تقریر سُنی، سُن کر دِل باغ باغ ہوگیا الحمدُللہ۔۔۔۔۔ اور سُنا ہے کہ آپ قُرآن کی تفسیر بھی لکھ رہے ہیں جو جَلد مَنظَرِ عام پر آنے والی ہے۔" پھر شیخ نے بہت دُعائیں دیں۔ اور جامعہ اِبنِ تیمیہ کی اِعزازی سَنَد بھی عطا کرنے کی بات کہی۔

میں شیخ کا بے حَد ممنون و مشکُور ہوں اس کم عِلم و کم سواد کو اِتنی اہمیت دی۔ اللہ شیخ کی عُمر دراز فرمائے آمین۔

شیخ جلال الدین القاسمی کا سہ روزہ کامیاب دورۂ تدریبیہ

29،28،27 ستمبر 2017 کو **جامعة النِسوان السَلَفیّه، تِروُپَتی** میں حافظ جلال الدین القاسمی کے سہ روزہ دورہ تَدریبیہ میں پچّاس مُعلّمات اور صَفِّ سادِس اور فَضیلَت اوُلیٰ اور فضیلت ثانِیہ کی تمام طالِبات نے حصّہ لیا۔ شیخ نے اتنے عُمدہ طریقے سے منطق کے تمام اہم بُنیادی ضوابط کو محسوس مثالوں سے اس طرح سمجھایا کہ تمام ہی حاضرین ماشاءاللہ کہہ اُٹھے۔

انشااللہ اب اگلا دورہ تدریبیہ "اُصولِ فِقہ یا علمِ المیراث" پر ہوگا۔

خبریں ایک نظر میں

- ❊ لالو پرساد یادو نے کہا: تاج پر نہیں، کام کاج پر، گائے پر نہیں، آئے پر بات ہو۔
- ❊ ہاردک پٹیل نے کہا: میں بی جے پی کو ہر قیمت پر ہرانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔
- ❊ اعظم خان نے کہا: لال قلعہ، پارلیمینٹ، راشٹرپتی بھون اور قطب مینار غلامی کی نشانیاں، انھیں مٹا دینا چاہیئے۔
- ❊ کنہیا کمار: سنگھیوں کو رام کی جگہ ناتھو رام کا نام لینا چاہیئے، اور میں ویر ساورکر اس وجہ سے نہیں کہتا کیونکہ انھوں نے انگریزوں سے معافی مانگ لی تھی۔
- ❊ پروفیسر عبدالواسع نے کہا: سرسیّد تھے تو ہم یہاں ہیں، سر سیّد نہ ہوتے تو ہم کہاں ہوتے۔
- ❊ ششی تھرور نے کہا: کانگریس صرف پیار کرتی ہے۔
- ❊ احمد عبدالحیٔ نے کہا: سرسیّد نے مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کیا، تعلیمی انقلاب لانا ہے تو سوچ میں تبدیلی ضروری ہے۔
- ❊ مولانا انظر شاہ قاسمی دہشت گردی کے مقدّمے سے بری۔
- ❊ اسٹامپ پیپر گھوٹالے کے کلیدی ملزم عبد الکریم تیلگی کا 24 اکتوبر 2017 کی رات کو بنگلور کے اسپتال میں انتقال۔
- ❊ گٹکھا کنگ رسیک دھاریوال کی پونے کے روبی ہال میں کینسر پورے بدن میں پھیلنے کی وجہ سے موت۔

اعلانِ عام

THE KNOWLEDGE PRE-PRIMARY ENGLISH MEDIUM SCHOOL

الحمدُللہ ایک حیرت انگیز اسکول بن کر مالیگاؤں میں اُبھرا ہے۔ اُس نے پورے شہر کی توجُّہ اپنی جانب کھینچ لی ہے۔ الحمدُللہ اسکول کا پوُرا نِصاب لکھنئو کے ماہر عُلوم تیّار کر چکے ہیں۔ اس اسکول میں انشاء اللہ اسی نصاب کو follow کیا جائے گا۔

دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول کیلئے خوشی اور مسرّت کا مقام

دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول کیلئے یہ بڑی خوشی اور مسرّت کا مقام رہا کہ ہیرا گروپ کے ڈائیریکٹر اسماعیل شیخ ہیرا نے اسکول کے فاؤنڈر اور چیئرمین حافظ جلال الدین القاسمی کی دعوت پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے بے حد مصروفیت بھرے شیڈول میں سے وقت نکالا اور 9، اکتوبر کو تروپتی سے اپنے ساتھیوں شیخ یاسین ہیرا اور شیخ سمیع اللہ الجامعی کے ساتھ مالیگاؤں تشریف لائے۔ تین سے چار سال کے بچّوں کا حیرت انگیز پرفارمنس دیکھ کر تینوں مہمان بہت زیادہ خوش ہوئے اور حافظ جلال الدین القاسمی کو ایسی بہترین اسکول کی شروعات پر مبارکباد پیش کی اور دعائیں دیں۔

اسمٰعیل شیخ ہیرا (ڈائیریکٹر آف ہیرا گروپ) اور شیخ یاسین ہیرا

اسمٰعیل شیخ ہیرا (ڈائیریکٹر آف ہیرا گروپ) بچّوں کے قابلِ تحسین پرفارمنس کے بعد اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے

CHILDREN GETTING READY FOR PRAYER

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar,Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaar.urdu@gmail.com